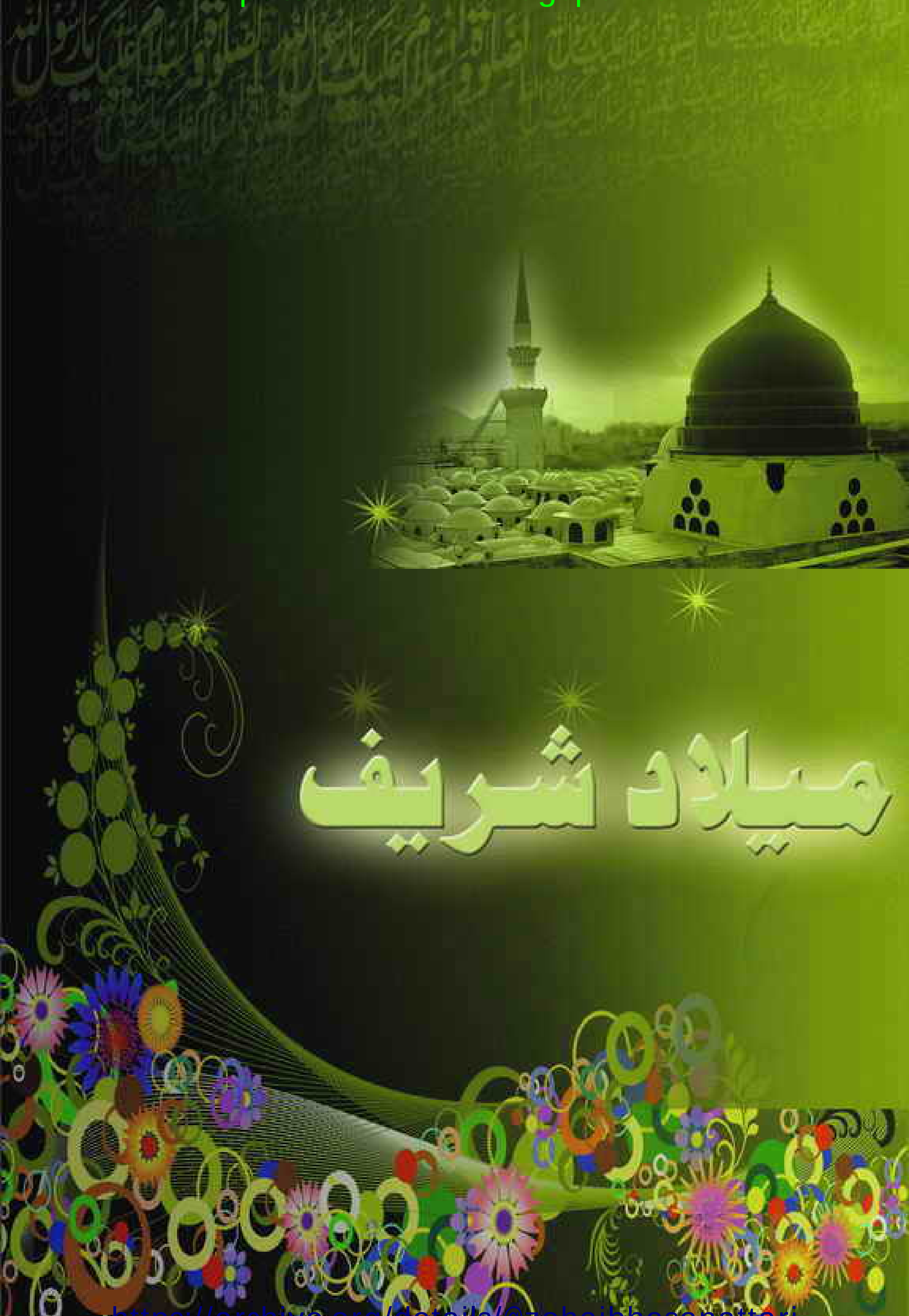

میلاد شریف

.ri

اعتراض: عید کا لفظ شرعاً جائز نہیں۔

اعتراض: اس کو عید کیوں کہاں جاتا ہے؟

اعتراض: عیدیں تو صرف دو ہیں یہ تیسری عید کہاں سے آئی؟

اعتراض: عید کا لفظ سنیوں (بریلوی علماء) کی ایجاد ہے۔

اعتراض: اگر یہ عید ہے تو عید کی نماز کہاں پڑھتے ہو؟ کتنی رکعتیں پڑھتے ہو؟

اعتراض: اس دن سنی روزہ رکھتے ہیں حالانکہ عید کے دن تو شیطان روزہ رکھتا ہے۔

اعتراض: ہم نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا کہ لوگ اس کو عید کہتے ہوں لہذا یہ نئی ایجاد ہے۔

اعتراض: میلاد کا لفظ عربی نہیں لہذا اس کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

فہرست

ہماری دیگر مطبوعات

ذکرِ عید میلاد النبی ﷺ کسے کہتے ہیں؟

سب سے پہلے یہ ذہن نشین کر لیجئے کہ ہم اہلسنت کے نزدیک "محفل عید میلاد النبی ﷺ" کا مقصد اور اسکی تعریف کیا ہے؟ کیونکہ لوگوں کو ہماری دعویٰ و مقصد ہی معلوم نہیں ہوتا جسکی وجہ سے وہ اس پاک محفل کو حرام و ناجائز کہہ دیتے ہیں۔

"محفل عید میلاد ہمارے نزدیک وہ محفل ہے جس میں رسول کریم ﷺ کی ولادت با سعادت، اُس وقت کے معجزات، آپ کے فضائل و خصائص کا تذکرہ کیا جاتا ہے خواہ نثر کی صورت میں ہو یا منظوم۔ اور محدثین و مفسرین کرام نے یہ بھی لکھا کہ اس موقعہ پر حیات طیبہ کے واقعات، میلاد کے وقت ظاہر ہونے والی علامات کا تذکرہ، درود و سلام پڑھنا، روزے رکھنا، صدقات و خیرات کرنا، تلاوت قرآن، لوگوں کو اپنی گنجائش کے مطابق کھانے کھلانا، پانی و شربت پہلانا، عمدہ عمدہ کپڑے پہننا، زیب و زینت اور آراستگی کرنا، ان دنوں کو عید (خوشی کا دن) بنائے، جلوس نکالنا، جھنڈے لگانا، محافل نعت منعقد کرنا، نیز ہر طرح کا اچھا و نیک کام کرنا مستحب ہے ملاحظہ کیجئے مواہب لدنیہ، حسن المقصد، بیان میلاد النبی ﷺ، سبل الھدی، ماثبت من السنۃ وغیرھا جن میں چوٹی کے محدثین و مفسرین نے یہی تعریف بیان فرمائی ہے۔ اور الحمد للہ عزوجل ایسی بے شمار آیات و احادیث ہیں جن میں آپ ﷺ کے میلاد، آمد، معجزات اور فضائل و خصائص بیان کیے ہیں۔ اگر ایسی محافل ناجائز ہوتی جس میں مذکورہ باتیں شامل ہیں تو صحابہ کرام، محدثین و مفسرین کرام کبھی بھی انہیں روایت نہ فرماتے اور نہ محدثین کرام انہیں اپنی کتب

میں نقل فرماتے۔ جیسا کہ اس کتاب میں مذکورہ ہے کہ کثیر محدثین ومفسرین کرام نے اس محفل میلاد کے عنوان پر کتب لکھیں اور اس کے جواز پر قرآن واحادیث سے دلائل نقل فرمائے۔ بلکہ صحاح ستہ کی کتاب ''صحیح ترمذی'' میں امام ترمذی نے ایک باب کا عنوان ہی یہ لکھا ''باب ما جاء فی میلاد النبی ﷺ'' اور مولوی عبدالحی لکھنوی نے بھی اقرار کیا ہے کہ یہ حقیقت (یعنی میلاد منانا) رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں موجود تھی اگرچہ یہ نام وعنوان نہیں تھا۔ فن حدیث کے ماہرین سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ صحابہ کرام اپنی مجالس وعظ میں نبی کریم ﷺ کے فضائل اور آپ کی ولادت کے حالات کا ذکر کیا کرتے تھے۔ (مجموعہ فتاویٰ ج ا ص ۴۴) کثیر محدثین ومفسرین کرام کی کتب کے عنوان اور اس محفل کو محفل میلادالنبی ﷺ وغیرہ کا نام دینا ثابت ہے لیکن کسی کے نزدیک بھی اس محفل پر میلادالنبی یا عید میلادالنبی یا جشن ولادت مصطفیٰ ﷺ وغیرہ نام رکھنا لازم وضروری نہیں ہے بلکہ اگر کوئی حضور ﷺ کی تعظیم ومحبت میں کوئی محفل منعقد کرتا ہے لیکن اس محفل کو میلادالنبی کا نام نہیں دیتا، عید میلادالنبی نہیں کہتا بلکہ عظمت رسول کانفرنس، سیرت شان مصطفیٰ ﷺ وغیرہ وغیرہ کا نام دیتا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ مقصد صرف حضور ﷺ کی تعظیم، ادب واحترام اور اظہار محبت ہے۔

محفل میلاد مستحب ہے

ہمارے نزدیک یہ محفل مستحب ہے اور مستحب کی تعریف یہ ہے کہ ''وہ کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر کچھ نہیں

(اور) علماء وصلحاء کا عمل بھی اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔(بہار شریعت)

مستحب کی اس تعریف سے ہی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ مستحب کام کے ثبوت کے لئے اگر کوئی قرآن وحدیث سے دلیل نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں بلکہ علماء وصلحاء کا عمل ہی اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔جیسا کہ آگے ذکر ہوگا کہ قرآن نے ہمیں علماء وصلحاء کے طریقے اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ ''جس کو مسلمان (علماء) اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔(مسند احمد) لہذا مستحب کے لئے علماء وصلحاء کا عمل ہی کافی ہوتا ہے۔لیکن نہ معلوم منکرین کو یا تو مستحب کی تعریف نہیں آتی یا پھر ضد وعناد ہے۔کہ مستحب کام پر بھی دلیل قرآن واحادیث ہی سے طلب کرتے ہیں۔لیکن الحمدللہ عزوجل ہم اہلسنت کے پاس قرآن واحادیث بھی ہے اور علماء وصلحاء کے عمل کا ثبوت بھی موجود ہے۔ہم قرآن وحدیث کے ساتھ علماء دین سے بھی ثبوت پیش کریں گے تا کہ کسی طرح تو منکر مان کر ذکر مصطفی ﷺ کے چرچے عام کرے۔

﴿قرآن سے ذکر میلاد و آمد رسول اور خوشی کا ثبوت﴾

(۱) قرآن پاک میں نبی پاک ﷺ کی آمد کا ذکر اس طرح ہوتا ہے''قد جاء کم من اللہ نورہ'' تحقیق تمھارے پاس آگیا اللہ کی طرف سے ایک نور۔(مائدہ) (۲) لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین روف رحیم ''البتہ تشریف لائے تمہارے پاس (دنیا میں) تم میں سے ایسے رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے

تمہارے بھلائی کے خواہاں ہیں، مومنین کے حق میں رافت ورحمت والے ہیں۔(سورۃ توبہ)۔ان آیات میں جاء کم موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہی ہے کہ تشریف لائے تمہارے پاس۔یہاں نبی پاک ﷺ کی دنیا میں آمد کا ذکر خود اللہ عزوجل نے فرمایا۔اور دوسری آیت کے آخر میں آپ ﷺ کو روف ورحیم بتا کر آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کو بیان کیا گیا۔اب ذکر محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف کو دوبارہ پڑھ کر دیکھیے۔ہمارے نزدیک تو اسی کا نام ذکر میلاد النبی ﷺ ہے۔اور محفل میلاد میں بھی تو یہی کچھ ہوتا ہے۔اور پھر بعد میں ضمنی طور پر آپ کے مکارم اخلاق بیان کیے جاتے ہیں۔الغرض مجمع کو مخاطب کر کے سید عالم ﷺ کی تشریف آواری اور اوصاف حمیدہ کا بیان کرنا قرآن حکیم سے ثابت ہے اور یہ ہی محفل میلاد کی حقیقت ہے۔پس ایسی محفل جس کی پوری حقیقت قرآن حکیم سے ثابت ہو اس کو بدعت قرار دینا اور ناجائز بتانا قرآن کریم کی مخالفت اور رسول پاک ﷺ سے عداوت کی علامت نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳)"وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین"اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے (پ ۱۷ ع ۷) اس آیت میں بھی نبی پاک ﷺ کے دنیا میں بھیجے جانے کا ذکر ہے۔اور ساتھ یہ بھی بتلایا کہ آپ ﷺ اللہ کی رحمت عالمین کیلئے ہیں۔جب یہ ثابت ہو گیا کہ نبی پاک ﷺ اللہ کی رحمت ہیں تو خود قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل پر خوشی منانے کا حکم فرمایا ہے۔ملاحظہ کیجئے۔(۴)قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا۔تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔وہ ان کے

سب دھن و دولت سے بہتر ہے۔(یونس) آیت نمبر تین سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ رحمت ہیں۔اور آیت نمبر ۴ میں ہیکہ ''جب تم پر کوئی رحمت ہو تو اس پر خوشی مناؤ۔لہذا نبی پاک ﷺ سے بڑھ کر مسلمانوں کے لئے کوئی فضل و رحمت نہیں ۔نبی پاک ﷺ اللہ تعالی کا سب سے بڑا فضل و رحمت ہیں تو پھر اس رحمت پر خوشی منانا با درجہ افضل ثابت ہوا۔صحیح بخاری شریف جلد ۲ میں ہے کہ ''محمد ﷺ اللہ کی نعمت ہیں'' اور قرآن کہتا ہے ''اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو''(الضحیٰ) لہذا ثابت ہوا کہ رحمت و فضل حضور ﷺ ہیں اور اس پر اللہ کا خوب شکر ادا کرتے ہوئے چرچا کرو خوشی کرو۔اور خود صحابہ کرام نے بھی حضور ﷺ کے میلاد (ولادت) کا چرچا کیا۔یعنی ذکر میلاد النبی ﷺ کیا۔ملاحظہ کیجئے۔

﴿احادیث اور ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ﴾

ہم یہاں وہ احادیث پاک بیان کرتے ہیں جس میں محفل کے اندر نبی پاک ﷺ نے خود اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے آپ کی ولادت (ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ) بیان فرمایا ہے۔

(۱) حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ''میں کون ہوں؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔اللہ تعالٰی نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اُس نے مجھے بہتر مخلوق میں رکھا،پھر ان کے گروہ بنائے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا،پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا،پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے ان کے بہتر گھرانے میں

رکھا،پس میں ان میں ذاتی طور پر اور گھرانے کے لحاظ سے بہتر ہوں۔(مشکوۃ ج ۲/۱۲۳ کتاب الفتن)

(۲)حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب نبیوں سے آخر لکھا ہوا تھا جب حضرت آدم اپنے خمیر میں گوندھے ہوئے تھے،اور میں تمہیں اپنے معاملے کی ابتدا بتا تا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم کی دعا،حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ کا خواب ہوں جو انھوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا اور ان کے لئے ایک نور خارج ہوا تھا جس سے شام کے محل چمک اٹھے تھے۔(مشکوۃ ج ۲/۱۲۳)

(۳)اسی طرح صحابہ کرام ایک دوسرے کے پاس جا کر جمع ہو کر ولادت مصطفیٰ ﷺ کا ذکر بیان کرتے تھے۔چنانچہ حضرت عطا ابن یسار کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ اوصاف بتائیں جو توریت میں ہیں۔فرمایا ہاں خدا کی قسم توریت میں بھی ان کے اوصاف ہیں جیسا قرآن مجید میں بعض ہیں یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا ہے نگہبان،خوشخبری دیتا،ڈر سناتا،اور ان پڑھوں کی پناہ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔متوکل وہ ہوتا ہے جو بدخو،سخت گیر اور بازار میں چلانے والا نہ ہو،اور نہ ایسا کہ بُرائی کا بدلا بُرائی سے دے بلکہ درگزر کرے اور معاف کردے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو وفات نہیں دے گا جب تک اس کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھی نہ کردے اور وہ کہہ اٹھیں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور اس کے ذریعے اندھی

آنکھوں ،بہرے کانوں اور پردے پڑے ہوئے دلوں کو کھول دے گا۔(بخاری،مشکوۃ ۱۲۲/۳)اور مزید آگے ایک حدیث میں صاف میلادِ مصطفیٰ کا ذکر بھی موجود ہے کہ"مولدہ بمکۃ .. "ان کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ،جائے ہجرت طیبہ اور شام ان کا ملک ہے۔(صفحہ ۱۲۶)

(۴)مشکوۃ شریف میں حدیث موجود ہے"عن ابن عباس قال جلس ناس من اصحاب رسول اللہ ﷺ .. "حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ اصحاب جمع ہو کر بیٹھے تھے۔کہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے،یہاں تک کہ کچھ نزدیک پہنچے تو انھیں (انبیاء کرام کے بارے میں ذکر و)گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ایک نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل ٹھہرایا،دوسرے نے کہا حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا،تیسرے نے کہا حضرت عیسی اللہ کا کلمہ اور اُس کی طرف کی روح ہیں۔چوتھے نے کہا حضرت آدم کو اللہ نے چنا۔پس رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس تشریف لے آئے(اور آپ نے بھی ان انبیاء کے فضائل بیان فرمانے کے بعد فرمایا)"آگاہ ہو جاؤ میں اللہ کا حبیب ہوں اور میں فخر نہیں کرتا اور قیامت کے روز لواء الحمد اٹھانے والا میں ہوں جس کے نیچے حضرت آدم اور سارے انبیاء ہونگیں۔اور یہ بات میں فخر یہ نہیں کہتا۔علیہ الصلوۃ والسلام۔(مشکوۃ ۱۲۴،ترمذی)اس سے ثابت ہوا کہ ملکر اجتماعی شکل میں نبی پاک ﷺ کا ذکر کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

(۵)اسی طرح حضور ﷺ کے صحابہ کرام نے محفل کے اندر،مسجد میں آپ ﷺ کے میلاد پاک،حسن و جمال کا ذکر کیا۔چنانچہ مشہور نعت خوان صحابی حضرت

حسان رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ اپنے منبر شریف پر بیٹھاتے اور آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی نعت بیان فرماتے۔اور حضور ﷺ نے آپ کو برکت کی دعا بھی دی"اللھم ایدہ بروح القدس" ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا "تم ہجو کرنے والے (مشرکین مکہ) کی ہجو کرو،اور جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں (بخاری کتاب بدء الخلق) اسی طرح حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت حسان نے نبی اکرم ﷺ سے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میری نسب کو (ولادت) ان سے کیسے بچاؤ گے (یعنی ان کا اور میرا نسب ایک ہی ہے) انہوں نے فرمایا میں آپ کو اس سے اس طرح نکال دوں گا جس طرح آٹے سے بال کو نکال دیا جاتا ہے۔(طحاوی ۲ باب شعر۔۔) اور حضرت احسان کی مشہور نعت ہے آپ فرماتے"

واجمل منک لم ترقط عینی واکمل منک لم تلد النساء، خلقت مبرا من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء" یارسول اللہ ﷺ آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں۔آپ سے زیادہ صاحب جمال کسی عورت نے جنا (پیدا) ہی نہیں کیا،آپ ﷺ ہر عیب سے پاک کئے گئے ہیں گویا آپ ویسے ہی پیدا کئے گئے جیسے آپ چاہتے تھے۔(قصدیہ حمزیہ، جواہر البحار ۲/ ۲۷۴) اور غیر مقلدین اہلحدیث محمد اقبال کیلانی صاحب نے "اجمل" کی بجائے "واحسن" خوبصورت کے الفاظ لکھے باقی وہی اشعار ہیں۔(کتاب الصلوۃ علی النبی ﷺ صفحہ ۱۴) حضرت حسان کے ان اشعار میں ولادت یا میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر موجود ہے۔جس سے ثابت ہوا کہ حضور

ﷺ کے زمانے میں بھی ذکرِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ محفل کی شکل میں بھی ہوتا تھا۔

(۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ 12 ربیع الاول یا ۱۳ ربیع الاول کو (ہجرت فرما کر) مدینہ تشریف لائے اور یہ اختلاف رؤیت ہلال کے باعث ہے اور امام نووی نے کتاب سیر میں 12 تاریخ پر ہی جزم فرمایا ہے اور روضۃ الاحباب اور دوسرے اقوال کے مطابق بھی یہی ہے کہ یہی صحیح و درست ہے۔(مدارج النبوت ۲/۹۴) اور جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو عورتیں اور مرد (خوشی کے مارے) گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے نعرے لگاتے پھرتے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ ﷺ (مسلم باب حدیث ہجرت) اور یہ گیت ہر طرف گونج رہے تھے "طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا مادعی للہ داع" (مواہب لدنیہ ۱/۲۱۷، البدایہ، الوفاء، شمامۃ عنبریۃ، نشر الطیب، دلائل النبوۃ) اس سے معلوم ہوا کہ 12 ربیع الاول کو صحابہ کرام نے جلوس بھی نکالا نعرے بھی لگائے، نعتیں اور ترانے بھی پڑھے۔ اور خوب خوشیاں منائیں تو جب ایک شہر سے دوسرے شہر آمد کی خوشی منانا جائز ہے تو جس دن حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے اس دن خوشی منانا کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ آمدِ رسول ﷺ کی خوشی منانا صحابہ کرام کی سنت ہے۔ اور میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ اگر کوئی کافر بھی حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی مناتا تو اس کو بھی کچھ نہ کچھ اجر و انعام دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

(۷) چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل فرمائی ہے کہ "جب ابولہب

مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی (حضرت عباس) نے اس کو خواب میں بُرے حال میں دیکھا تو پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر بھلائی نصیب نہیں ہوئی، مگر ثویبہ (لونڈی) کے آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس (شہادت کی) انگلی سے پانی ملتا ہے جس انگلی سے اشارہ کر کے (محمد ﷺ کی ولادت کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کیا تھا (بخاری ج ۳ باب ۵۰ حدیث ۹۲، فتح الباری) اور اسی حدیث کو دلیل بنا کر امام بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۲ ص ۹۵، امام ابن حجر نے فتح الباری ۹/۱۱۹، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت ۲/۳۴، امام شمس الدین الجزری نے عرف التعریف بالمولد الشریف، امام شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے "مورد الصادی مولد الہادی" اور خود وہابیوں دیوبندیوں اہلحدیثوں کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بیٹے نے "سیرت الرسول صفحہ ۱۳ پر ابن جوزی کا قول نقل کیا کہ جب ابولہب کافر کو، جس کی مذمت میں قرآن کریم نازل ہو، نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنے کی وجہ سے جزاء دی گئی تو توحید پرست مسلمان کو نبی اکرم ﷺ کے میلاد کی خوشی کرنے کی وجہ سے کیا حال ہوگا؟ امام جزری فرماتے ہیں کہ میری جان کی قسم اللہ کریم اس کو اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔ قارئین کرام! تو اس سے ثابت ہوا کہ جب کافر کو انعام مل سکتا ہے تو اہل ایمان بدرجہ اولیٰ انعام کے حق دار ہوئے۔ (سیرت الرسول ﷺ)

﴿ولادت مصطفی ﷺ کی شان﴾

؎ بس اتنی بات پر دشمن بنی ہے گردش دوراں

خطا یہ ہے کہ چھیڑا کیوں تیری زلفوں کا افسانہ

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر جبرائیل نے "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ" پڑھا (بیان المیلاد والعبوی، ابن جوزی) میلاد النبی کے موقع پر تین دن رات بیت اللہ جھومتا رہا (الخصائص الکبری، انسان العیون) بت سر کے بل گر پڑے (انسان العیون ا) اللہ کے حکم سے فرشتوں نے آسمان و جنت کے دروازے کھول دیئے (خصائص الکبری) فرشتوں نے خوشیاں منائی اور مقام ولادت پر حاضری دی (خصائص الکبری) سورج، چاند ستاروں کی روشنی میں اضافہ کیا گیا اور جنت کو سجایا گیا (خصائص الکبری) فارس کی وہ ہزاروں سال سے جلنے والی آگ بجھ گئی جس کی وہ عبادت کرتے تھے (زرقانی) مشرق و مغرب اور خانہ کعبہ کے چھت پر جھنڈے لگائے گے۔ (خصائص الکبریٰ)

﴿مقررہ دنوں میں محافل کرنے کا ثبوت﴾

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے اندر ارشاد فرمایا کہ "وَذَکِّرھُم بِاَیّٰمِ اللّٰہ" اور اللہ کے دنوں کو یاد کرو۔ (پ۱۳ع ۱۲) مفسرین امت نے فرمایا کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔ (تفسیر ابن عباس، ابن جریر، خازن، مدارک وغیرہا) اور کوئی بھی مسلمان اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا ہے حضور سرور کائنات ■ عالمین کے لئے سب سے بڑی رحمت اور نعمت ہیں۔ لہذا جس دن یہ نعمت و رحمت ہم کو ملی۔ اللہ کے اُس نعمت والے دن کو

یاد کرنا یعنی ذکر اللہ و رسول اللہ عزوجل کرنا چاہیے۔☆ خود حضور ﷺ نے اپنی ولادت والے دن (ہر پیر) کو روزہ رکھ کر اپنا میلاد منایا۔ چنانچہ حضور ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی (بخاری، مشکوۃ) ☆ امام الحفاظ امام احمد بن حجر عسقلانی نے میلاد کی اصل سنت سے اصل ثابت کی ہے اور وہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے کہ "حضور ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشورہ (دس محرم) کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا، آپ نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا "یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی ہم اس دن اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا" علامہ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کے نعمت عطا فرمانے یا مصیبت دور کرنے پر معین دن میں اس کا شکر ادا کرنے کا ثبوت ملتا ہے اور اللہ کا شکر مختلف عبادتوں مثلاً نوافل، روزے اور صدقے کے ذریعے کیا جا سکتا ہے، حضور ﷺ کے اس عالم رنگ و بو میں جلوہ افروز ہونے سے بڑی نعمت کونسی ہے؟ (الحاوی الفتاوی) لہذا مستحب و مباح کاموں کو فرض و واجب سمجھے بغیر آسانی کیلئے مقررہ دنوں یا وقت پر کرتا ہے تو جائز ہے۔ اور اس حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جن اعمال کو مستقلاً پابندی سے کیا جائے وہ اللہ کو بہت پسند ہیں خواہ وہ مقدار میں کم ہوں" (بخاری کتاب الایمان) اسلئے ہر سال پابندی سے اس مستحب عمل "ذکر میلاد" کو منعقد کرنا اللہ کے نزدیک

پسندیدہ بنے کا ذریعے ہے۔

﴿بدعت کیا ہے﴾

بعض لوگ بدعت بدعت کی رٹ لگا کر ہر اچھے اور جائز کام کو حرام و ناجائز قرار دیتے ہیں لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایک تو ان لوگوں کو بدعت کی تعریف ہی نہیں آتی اور جو بیچارے تعریف کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ بھی ایسی بناوٹی اور خود ساختہ کہ ان کے اپنے مسلک ونظریہ کے بھی خلاف ہوتی ہے۔ مثلاً عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ''ہر وہ نیا کام جو حضور کے زمانے میں نہ کیا گیا ہو وہ بدعت ہے'' لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اس خود ساختہ تعریف کی روشنی میں منکرین پر بھی بدعتی کا فتویٰ صادر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی ایسے کئیں کام کر رہے ہیں جو حضور ﷺ کے زمانے میں نہ تھے بلکہ خیر القرون میں ہی نہ تھے۔ اس لئے کبھی تو ''فی الدین'' کا چکر چلاتے ہیں اور کبھی ''للدین'' کی تاویلات کرتے پھرتے ہیں۔ اور اس میں بھی ہزاروں ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ بحرحال ہم یہاں سب سے پہلے اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں تعریف پیش کرتے ہیں تا کہ سب کے لئے حجت ہو اور کوئی انکار نہ کر سکے۔

☆ چنانچہ صحیح ترمذی شریف اور ابن ماجہ شریف میں حدیث ہے ''من ابتدع بدعة ضلالة لا یرضاها اللہ و رسوله کان علیه من الاثم مثل آثام من عمل بها لا ینقص ذلک من اوزارهم شیئاً'' 'جو شخص گمراہی کی بدعت نکالے جس سے اللہ اور رسول راضی نہ ہوں اس پر ان سب کے برابر گناہ ہوگا جس اس پر عمل کریں اور ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ کرے گا۔ (مشکوۃ باب

الاعتصام) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس کی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہے کہ "جس نے کوئی بدعت ضلالت (بری) جاری کی جس سے خدا تعالی اور رسول اکرم ﷺ راضی اور خوش نہ ہوں بخلاف بدعت حسنہ کے جس میں دین کی بہتری اور اس کی تقویت اور ترواتج ہو یہ بدعت حسنہ ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے الخ (اشعۃ اللمعات اردو جلد اول ص ۴۶۴)

☆مشکوۃ باب العلم میں ہے کہ "من سن فی الاسلامہ سنہ حسنہ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقض من اجور ھم شئی و من سن فی الاسلام سنة سیئة فعلیه وردھا وزرمن عمل بھا من غیر ان ینقص من اوذار ھم شئی' 'جوکوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے گا اِس کو اُس (نئے طریقہ کے جاری کرنے پر) ثواب ملے گا۔ اور اُس کو بھی جو اس پر عمل کریں گے۔ اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو گا، جو کوئی اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے گا اِس کو اُس (نئے بُرے طریقہ کے جاری کرنے پر) گناہ ملے گا۔ اور اُس کو بھی جو اس پر عمل کریں گے۔ اور ان کے گناہ سے کچھ کم نہ ہو گا۔ (صحیح مسلم ، ترمذی کتاب العلم ، نسائی ، ابن ماجہ ، مسند احمد، طبرانی کبیر ۔ مصنف عبدرزاق ، مشکوۃ باب العلم)۔

مجمع البحار میں ہے کہ "بدعت دو قسم کی ہے ایک بدعت ہدے اور دوسری بدعت ضلالہ بدعت ہے۔ ہدے اس عموم میں داخل ہے جس کو شارع نے مستحب کیا اور اس پر ترغیب دلائی تو وعدہ اجر کی وجہ سے اس پر مذمت نہ کی جائے گی۔ یہ سبب حدیث "من سن سنة حسنه" کے اور اس کی ضد "من سن سنة سیئة" کے اور دوسری قسم بدعت ضلالت وہ ہے جو مامور بہ کے خلاف ہے تو اس پر مذمت کی

جائے گی اور انکار کیا جائے گا۔ (مجمع البحار جلد اول ص ۸۰) اس بیان سے بھی معلوم ہوا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت ہدیٰ جس کا عمل اجر پاتا ہے۔ دوسری بدعت ضلالت جسکو سیئہ کہتے ہیں یہ امر شرعی کے خلاف اور مذموم ہوتی ہے۔

اعتــــراض: یہاں نئے اچھے کام (سنۃ حسنہ) سے مراد وہ سنت ہے جو حضور ﷺ کے زمانے میں رائج تھی لیکن بعد میں لوگوں نے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ یعنی حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص اسلام میں میری ترک شدہ اچھی سنت کو جاری کرے گا۔ تو اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کا ثواب اسے ملے گا جس نے اس کو جاری کیا اور خود اس کے عمل کا بھی ثواب ملے گا۔ لہذا اس سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ ہر نیا اچھا کام ایجاد کرنے والا ثواب کا حق دار ہے۔

جــواب: بہت خوب جناب! اگر اس تاویل وکلیہ کو تسلیم کیا جائے تو سنت رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کا مرتکب ہو جائیں گے۔ کیونکہ پوری حدیث اس طرح ہے۔ "من سن في الاسلامه سنه حسنه فله اجرها و اجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقض من اجور هم شئي و من سن في الاسلام سنة سيئة فعليه وردها وزرمن عمل بها من غير ان ينقص من اوذار هم شئي " (ترجمہ اوپر گزر چکا) تو اے منکر! تم نے حدیث کے پہلے حصے میں "من سن سنۃ حسنۃ" سے مراد سنت کا نام لیا ہے یعنی جو حضور ﷺ کی سنت کو جاری کرنے والے کو ثواب ہوگا تو اب جو اس حدیث کے دوسرے حصہ میں ہے "من سن سنۃ سیئہ" تو اس میں بھی آپ کو سنت کا نام لینا پڑے گا یعنی [redacted]۔ آپ کی تاویل کے مطابق اس حدیث کے دوسرے حصے 'من سن سنۃ سیئہ' کا ترجمہ یہ بنے گا کہ

جس نے اسلام میں بُری سنت (رسول ﷺ) جاری کی اس کے اوپر گناہ ہوگا اور جو اس بری سنت پر عمل کرے گا اسکا بھی گناہ ایجاد کرنے والے کو ہوگا۔ تو مولوی صاحب! کیا تمہارے نزدیک بعض سنت کے کام بُرے بھی ہوتے ہیں ؟معاذ اللہ۔مولانا! اگر آپ ''من سن سنۃ حسنۃ'' سے مراد طریقہ مسنونہ لو گے تو ''من سن سنۃ سیئۃ'' میں بھی طریقہ مسنونہ لینا پڑے گا۔ اور طریقہ مسنونہ کو بُرا و غلط مانو گے تو ایمان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ معاذ اللہ و لاحول و قوۃ۔ لہذا حق یہی ہے کہ سنۃ حسنۃ سے مراد طریقہ مسنونہ نہیں بلکہ ہر نیاء خیر والا کام ہے اور سنۃ سیئۃ سے مراد ہر نیا ءبُرا کام ہے۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعت حسنہ (اچھی بدعت) اور بدعت سیئہ (بری بدعت)۔ اسلام میں بری بدعت پر گناہ کی وعیدیں ہیں اور اچھی بدعت پر اجر و ثواب ہے۔ اسی حدیث کے بارے میں مزید وضاحت فقہ حنفی کی کتاب ''فتاوے شامی'' کے مقدمے میں ،اور عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات فاری ج ا میں ،حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ج ۲/۱۱۳، محدث جلال الدین سیوطی نے الحاوی الفتوی ا/۱۹۰ میں کی ہے، جن میں کم و بیش یہ لکھا ہے کہ ''یعنی جاننا چاہیے کہ وہ چیز جو حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ کے بعد پیدا ہوئی، بدعت ہوئی لیکن ان میں سے جو کچھ حضور ﷺ کی سنت کے اصول و قواعد کے مطابق ہے اور اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔ اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور ان میں جو چیز سنت کے مخالف ہو اُسے بدعت ضلالت کہتے ہیں ۔(للمعات) اس سے صاف واضح ہو گیا کہ ہر بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعتیں اچھی بھی ہوتیں ہیں۔ اب مزید بدعت حسنہ کے بارے میں علماء و محدثین

کرام کی رائے ملاحظہ فرمالیجئے۔

﴿بدعت حسنہ کے بارے میں علماء و محدثین کرام کی رائے﴾

☆فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''شامی'' کے مقدمہ میں فضائل امام ابو حنیفہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اسلام کے قانون ہیں کہ جو شخص کوئی بُری بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں ساری پیروی کرنیوالوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے اس کو قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے۔(مقدمہ فتاوے شامی) اس سے معلوم ہوا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں اچھی اور بُری۔ اچھی بدعت ثواب ہے اور بُری بدعت گناہ۔

☆عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ''یعنی جاننا چاہیے کہ وہ چیز جو حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ کے بعد پیدا ہوئی، بدعت ہوئی لیکن ان میں سے جو کچھ حضور ﷺ کی سنت کے اصول وقواعد کے مطابق ہے اور اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔ اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور ان میں جو چیز سنت کے مخالف ہوا سے بدعت ضلالت کہتے ہیں۔ اور کل بدعت ضلالۃ (ہر بدعت گمراہی ہے) کی کلیت بدعت کی اسی قسم (یعنی بدعت ضلالت) پر محمول ہے۔ یعنی ہر بدعت سے مراد صرف وہی بدعت ہے جو سنت نبوی ﷺ کی مخالف ہو۔'' (اشعتہ اللمعات فارسی جلد اول ص ۱۲۸)

☆امام ابو نعیم ابراہیم جنید سے روایت کرتے ہیں ''میں نے امام شافعی کو فرماتے سنا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں (۱) بدعت محمودہ (۲) بدعت مذمومہ، جو بدعت (نیا

کام)سنت کے موافق ہو وہ محمودہ ہے اور جو سنت کے مخالف ہو وہ مذموم ہے (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ،ج ۲ ص ۱۱۳) ☆امام بیہقی مناقب الشافعی میں روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا ''نو پیدا اُمور دو قسم کے ہیں ،وہ نیا کام جو قرآن یا سنت یا اثرِ صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعت ضلالت ہے اور جو نیا کام ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو وہ اچھا ہے (تہذیب الاسماء واللغات بحوالہ امام بیہقی ،لفظ ،بدع ،الجزء الاول من القسم الثانی ۲۳)۔

☆امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ ''یعنی بدعت حرام ومکروہ ہی میں منحصر نہیں بلکہ کبھی مباح اور مستحب اور واجب بھی ہوتی ہے'' نیز فرمایا ''امام نووی علیہ رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء میں فرمایا ہے کہ شریعت میں بدعت ہر وہ کام ہے جو سرکار ﷺ کے ظاہری زمانے میں نہ تھا اور بعد میں جاری ہوا اور اس کی دو قسمیں ہیں محمودہ اور مذمومہ ۔اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے قواعد البدعۃ میں فرمایا کہ بدعت واجب اور حرام اور مستحب اور مکروہ قسموں پر منقسم ہے ۔(الحاوی الفتاوٰی جلد اول ص ۱۹۰)

☆ شیخ ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں کہ ''بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جس پر کوئی شرعی دلیل دلالت نہ کرے لیکن ہر وہ معاملہ جس پر دلیل شرعی دال ہو وہ شرعا بدعت نہیں ہے اگر چہ وہ لغۃً بدعت ہوگا ۔(جامع العلوم والحکم ۲۵۲)

☆امام بدرالدین عینی رسالت مآب ﷺ کے ارشاد ''شرالامور محدثاتھا'' کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ محدثہ کی جمع ہے ''ہر وہ نیا معاملہ محدث ہوتا ہے جس کی کوئی اصل شریعت میں نہ ہو ،شریعت میں اسے بدعت کہا جاتا ہے اور جس کی اصل شریعت ہو وہ کام بدعت نہیں ہو سکتا ۔(عمدۃ القاری شرح بخاری)

☆ حافظ ابن حجر خلاصہ گفتگو کے طور پر لکھتے ہیں "تحقیق یہ ہے کہ اگر نیا کام شریعت کی کسی پسند کے تحت داخل ہے تو وہ اچھا ہے اور اگر وہ شریعت کی ناپسندیدگی کے تحت آتا ہے تو وہ غیر پسندیدہ ہوگا۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۴ ص ۲۱۹) ☆ علامہ شبلی نے "الغزالی" میں احیاء العلوم کا ترجمہ یوں نقل کیا کہ "بدعت ناجائز صرف وہ ہے جو کسی سنت کے مخالف ہو۔ جس سے شریعت کا کوئی حکم باجود بقائے علت کے باطل ہوجائے ورنہ حالات کے اقتضاء کے موافق بعض ایجادات مستحب اور پسندیدہ ہیں۔ (الغزالی ص ۴۷)۔

☆ حجۃ اسلام امام غزالی فرماتے ہیں "یہ ضروری نہیں کہ بدعت کو نامناسب ہی کہا جائے کیونکہ بہتری (بہت ساری) بدعتیں ایسی ہیں کہ نیک اور پسندیدہ ہیں۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ نماز تراویح کو باجماعت ادا کرنا امیر المومنین حضرت عمر کی ایجاد ہے، لیکن یہ ایک نیک بدعت ہے، پس وہ بدعت جسے قابل مذمت کہ جا سکے وہی ہوگی جو خلاف سنت ہو (کیمیائے سعادت ۴۹۵)

☆ سلطان العلماء عز بن عبد اسلام اپنی کتاب (القواعد) کے آخر میں فرماتے ہیں "بدعت کی (پانچ) قسمیں ہیں (۱) واجب (۲) حرام (۳) مستحب (۴) مکروہ (۵) مباح۔ ان کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کو شریعت کر قواعد کے سامنے پیش کرو، اگر وہ ایجاب کے قواعد کے نیچے داخل ہو تو واجب ہے، تحریم کے قواعد کے تحت داخل ہو تو حرام ہے، استحباب کے قواعد کے تحت داخل ہو تو مستحب، مکروہ کے قواعد کے تحت داخل ہو تو مکروہ اور اگر مباح کے قواعد کے نیچے داخل ہو تو مباح ہے۔ (تہذیب الاسماء و اللغات بحوالہ عبد العزیز فی کتاب قوائد البدعہ ص ۲۲)

☆علامہ ابن حجر مکی "فتوی حدیثہ" میں فرماتے ہیں کہ "عزابن عبدالسلام نے فرمایا کہ بدعت وہ فعل ہے جو زمانہ اقدس نبی کریم ﷺ میں نہ پایا جائے اور بدعت پانچ احکام پر منقسم ہوتی ہے (یعنی واجب مستحب وغیرہ۔)علامہ ابن حجر نے بدعت کی پانچ قسمیں کیں واجب، حرام، مستحب، مباح، مکروہ۔

(ترجمہ) "اور اس (بدعت کی اقسام) کی معرفت کا طریقہ ہے کہ بدعت کو شریعت کے قواعد پر پیش کیا جائیگا تو وہ جس کے تحت میں داخل ہوگئی وہی اس کا حکم ہے۔پس بدعات واجبہ سے اتی نحو کا سیکھنا ہے جس سے قرآن وحدیث سمجھ لیا جائے۔اور بدعات مرحومہ سے مذہب قدریہ وغیرہ کا ہے۔اور بدعات مستحبہ سے مدرسوں وغیرہ کا بنانا ہے اور نماز تراویح کے لئے جمع ہونا ہے۔اور بدعات مباح سے نماز کے بعد مصافحہ کرنا ہے۔اور بدعات مکروہہ سے مساجد ومصاحف کا نقش و نگار ہے اگر سونے سے نہ ہو ورنہ حرام ہے۔اور حدیث شریف میں جو یہ فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی نار میں ہے۔اس سے بدعت محرمہ مراد ہے نہ کہ دوسری اقسام۔اور جہاں کہیں ذکر یا نماز تراویح وغیرہ کے اجتماع میں کوئی حرام کام ہونے لگے تو ہر قدرت رکھنے والے شخص پر اس (حرام کام) کا روکنا واجب ہے۔(فتاوی حدیثہ ص ۱۰۹)۔

خلاصہ کلام

ان تمام حوالہ جات کی روشنی میں بدعت کہ تعریف یہی ہوگی کہ "ہر وہ نیاء کام جو اسلام کے قوانین واحکامات کے خلاف ہے وہ بدعت ضلالہ (برا نیا کام) کہلاتی ہے اور ہر وہ نیاء کام (بدعت) جو اسلام کے قوانین واحکامات کے خلاف نہ ہو وہ

بدعت حسنہ (اچھی نیاء کام) کہلاتی ہے'' اس لئے ہر ایسا نیا کام جو اچھائی پر مبنی ہو اگر حضور ﷺ سے ثابت نہ بھی ہو، آپ ﷺ نے اس کا حکم نہ بھی فرمایا ہو تو بھی اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث موجود ہے کہ ''جب حضرت ابوبکر کو قرآن پاک کتابی شکل میں جمع کرنے کا مشورہ دیا گیا تو پہلے یہی کہا گیا کہ نہیں ہم اس کو نہیں کرتے کیونکہ اس کو حضور ﷺ نے اس کو اختیار نہیں فرمایا لیکن بعض میں تمام صحابہ کرام اس بات پر متفق ہو گے کہ ''بیشک اس کو حضور ﷺ نے نہیں کیا لیکن "هذا والله خير" خدا کی قسم یہ نیاء کام اچھا ہے'' (باب جمع القرآن ص ۱۰۲۶) اور قرآن پاک بھی اچھے اعمال کو اختیار کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ ''ان الذين امنو وعملوا الصلحت اولئک هم خير البرية'' وہ لوگ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام وہ لوگ سب خلق سے بہتر ہیں (پارہ ۳۰) اور ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ ''والعلو الخير'' اور نیک کام کرو۔ (پ ۱۷ ع ۱۷) لہذا اگر کوئی اچھا نیا کام کرتا ہے تو اس کو اجر و ثواب ملے گا۔ اسی طرح صحابہ کرام نے وہ طریقہ اختیار فرمائے جو حضور ﷺ نے نہ فرمائے۔

(۱) جیسا کہ حضرت عمر فاروق نے تراویح باجماعت پڑھنے کا حکم فرمایا تو اس موقع پر فرمایا ''نعمت بدعت هذا'' یہ اچھی بدعت ہے (بخاری)۔ (۲) حضرت ابوبکر و عمر و زید اور صحابہ کرام کا قرآن کو جمع کرنے پر متفق ہو کر اس کو کتابی شکل میں جمع کرنا (بخاری)۔ (۳) عینی شرح صحیح بخاری جلد ۲/ ۶۶۵ میں ہے حضرت ابن عمر سے نماز چاشت کی بابت دریافت کیا آپ نے فرمایا بدعت ہے، (مگر اچھی)

بہتر بدعت (بحوالہ ردسیف یمانی ص ۵۴)۔

(۴) حضرت عثمان نے اپنے دور میں ایک اور اذان کا اضافہ کر دیا "سایب بن یزید سے روایت ہے کہ جمعہ کے روز دوسری اذان کہنے کا حکم حضرت عثمان نے دیا جبکہ مسجد میں آنے والوں کی تعداد بڑھ گئی ورنہ (عہد رسول اللہ ﷺ، ابو بکر و عمر میں) جمعہ کے روز صرف اُس وقت اذان ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا" (بخاری جلد ا کتاب الجمعہ ۴۱۰)۔

(۵) حضرت خباب نے پہلی مرتبہ شہید ہونے سے پہلے دو رکعت نفل ادا فرمائی۔ (حدیث) حضرت بلال وضو کے بعد دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ حالانکہ انہیں حضور ﷺ نے حکم نہ دیا۔

(۶) اسلام کی بنیادی کتاب قرآن میں اعراب بعد میں لگائے گے۔

(۷) مساجد جن کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے اس میں رنگ و روغن، شیشہ سازی محراب، مینار بعد میں لگائے گے۔ حالانکہ احادیث میں ان کی ممانعت بھی موجود ہے۔

(۸) کتب احادیث بخاری مسلم ترمذی صحاح ستہ خیر القرون کے بعد جمع کی گئیں۔

(۹) ختم بخاری شریف خیر القرون میں نہ تھا لیکن دیوبندیوں کے رشید احمد گنگوہی نے بھی اس کو جائز کہا (فتاویٰ رشیدیہ)۔

(۱۰) آجکل مدرسوں کی موجودہ جو تعلیمی صورت ہے، کورس و ٹائم پیریڈ اور ہر سال امتحان لینا۔ یہ تعلمی صورت خیر القرون میں نہ تھی۔

(۱۱) موجودہ جلسوں وجلوسوں اور دینی اجتماعات کی شکلیں اِس انداز میں خیر القرون میں نہ تھیں۔

تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا حضور ﷺ نے کوئی کمی چھوڑ دی تھی کہ صحابہ کرام اور امت مسلمہ نے یہ طریقے اختیار کئے؟ کیا یہ آیت ''آج دین مکمل ہو گیا'' سچی نہ تھی کہ صحابہ کرام اور امت مسلمہ نے نئے نئے کام ایجاد کئے؟ لہذا یہ بات منکرین بھی تسلیم کریں گے کہ دین تو مکمل ہو چکا تھا اور اس مکمل دین نے ہی ہمیں یہ تعلم دی کہ "یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر" اللہ تمھارے لئے سہولت چاہتا ہے اور تمھارے لئے دشواری اور تنگی نہیں چاہتا۔ (البقرہ ۱۸۵)

حضور ﷺ نے خود اپنے ارشادات گرامی میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ دین اسلام اپنے دامن میں ایسی ناروا تنگی اور تکالیف لے کر نہیں آیا کہ اس کو اپنانا مشکل ہو بلکہ اس کے دامن رحمت سے وابستہ ہو کر انسان قوانین فطرت کے تحت آسان زندگی گزار سکتا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "بعثت بالحنیفة السمحة" میں ایسے حنیف (حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے) دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں جو آسان ہے (مشکوۃ کتاب الجہاد) اس دین اسلام میں اتنی شدت اور سختی نہیں کہ زندگی بسر کرنا مشکل ہو جائے۔ اور اسی طرح نہ اتنی آزادی ہے کہ اپنی غلط خواہشات کو دین کا حصہ سمجھ لیا جائے۔ اسلام ایک نفیس مذہب ہے جو ہر بُرے کام سے روکتا ہے اور نیکی کی ترغیب دیتا ہے وہ ہر ایسے کام کو اپنانے کو صحیح و جائز سمجھتا ہے جس میں اچھائی کا پہلو موجود ہو بشرطیکہ وہ کام شریعت مطہرہ اور سنت رسول ﷺ کے خلاف نہ ہو۔ اگرچہ وہ اچھا عمل و پہلو حضور ﷺ، صحابہ کرام وغیرہ کی ظاہری حیات مبارکہ میں نہ بھی کیا گیا ہو تو بھی اس کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ شریعت میں ایسی کوئی شرط و حد بندی نہ تو قرآن

پاک میں بیان فرمائی گئی اور نہ ہی احادیث شریفہ میں کہ "تم وہی اعمال وطریقے اختیار کرنا جو صرف نبی پاک ﷺ صحابہ کرام اور تابعین کے زمانے میں تھے باقی اس کے بعد والے تمام نئے نیک کام حرام وجہنم میں لے جانے والے ہیں ۔معاذاللہ عزوجل ۔ہاں شریعت نے ہر اس نئے کام سے ضرور منع فرمایا ہے جس سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہو اور کوئی اسلامی طریقہ (فرض ،سنت ،یا دیگر معاملات) متاثر ہوتے ہوں یعنی ایسا نیا طریقہ جو دین کے کسی عمل کے خلاف ہو وہ منع ہے ۔اور اسی کو "بدعت ضلالہ" کہتے ہیں ۔

اور اگر منکرین ان تمام دلائل کو نظر انداز کرکے ہر اچھی بات کو محض نیا ہونے کی وجہ سے ناجائز قرار دیں اور صرف سنت رسول ﷺ ہی پر زور دیں تو پھر انصاف کا تقاضا ہے کہ ہم ظاہر وباطن میں سنت کے رنگ میں رنگ جائیں ،حضور ﷺ کا رہن سہن اختیار کریں ،چھوٹا سا حجرہ ،سادہ سا ایک لباس ،کھانے کیلئے جو یا کھجور کا بغیر چھنا آٹا ،سونے کیلئے ٹاٹ ،سواری کے لئے جانور ،قناعت وفاقے کا معمول وغیرہ ۔ان کے علاوہ باقی تمام چیزوں کا شمار بدعات میں ہونا چاہیے ۔اس لئے کہ اسلام میں دنیا "دین" سے جدا نہیں ،مسلمانوں کا ہر کام صبح سے لیکر شام تک کھانا پینا ،اٹھنا بیٹھنا ،چلنا پھرنا سب دین میں شامل ہیں ۔اور دین و دنیا وہی ہے ،جو حضور ﷺ نے پیش کیا ۔

جو کام حضور ﷺ سے ثابت نہیں کیا بدعت ہیں؟؟

بہت سارے لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو نا حضور ﷺ نے فلاں کام نہ

کیا صحابہ کرام نے نہ کیا۔لہذا ایسا جائز ہے۔کیا حضور ﷺ یا صحابہ کرام نے اس طرح میلاد شریف کی محفل منعقد کی؟ وغیرہ وغیرہ۔

جـــــواب :اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ ہماری اس مختصری کتاب میں قرآن و احادیث کی روشنی میں جواب موجود ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے ذکر میلاد کی محفل منعقد کی۔لیکن چونکہ منکرین کو "محفل ذکر میلاد النبی ﷺ" کی تعریف ہی معلوم نہیں اس لئے یہ جاہلانہ اعتراض کرتے ہیں۔اور اس کو بدعت کہہ دیتے ہیں۔دوسرا یہ کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام کے نہ کرنے سے ممانعت لازم نہیں آتی۔(۱)امام احمد بن حجر قسطلانی شارح صحیح بخاری المواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں کہ "**الفعل یدل علی الجواز و عدم الفعل لایدل علی المنع**"فعل کرنے سے جواز سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی۔(بحوالہ التبیان ص ۶، فتح الباری)۔

(۲)شاہ عبد العزیز محدث دہلوی "تحفہ اثنا عشریہ" میں فرماتے ہیں کہ "نکردن چیزے دیگراست و منع فرمودن چیزے دیگر" (یعنی) تمہاری جہالت ہے کہ تم نے کسی فعل کے نہ کرنے کو اس فعل سے ممانعت سمجھ رکھا ہے۔(بحوالہ التبیان ص ۶)۔

(۳)حضرت سید مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ (مخالفین کی کتب احادیث میں خلفائے ثلاثہ کو جنت کی)بشارت کی روایت کا نہ ہونا عدم بشارت پر دلالت نہیں کرتا (مکتوبات حصہ دفتر دوم مکتوب نمبر ۹۶)۔غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی فرماتے ہیں کہ "عدم نقل عدم وجود کو مستلزم نہیں اس لئے محض منقول نہ ہونے سے اس کا عدم ثابت نہیں ہوتا اور ہمارے لئے اتنا کافی ہے کہ اس کی حرمت کسی

دلیل شرعی سے ثابت نہیں (معراج النبی ﷺ ۱۴۴)۔

(۴) مولانا عبدالحیٔ لکھنوی لکھتے ہیں "تین زمانوں کے بعد ہر نئے کام کو شرعی دلائل پر پیش کیا جائے گا اگر اس کی کوئی نظیر ان تین زمانوں میں ہوئی یا وہ کسی شرعی دلیل کے تحت ہوا تو وہ بدعت نہ ہوگا، کیونکہ بدعت اسے کہتے ہیں جو تین زمانوں میں نہ ہو اور نہ ہی کسی شرعی دلیل کے تحت ہو۔ (اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعۃ، ۲۰) معلوم ہوا کہ کسی صحابی کے کوئی کام نہ کرنے سے اس کو نہ جائز نہیں کہا جا سکتا۔ اور جو نہ کرنے کو دلیل بناتا ہے یہ اسکی جہالت ہے۔

(۵) خود دیوبندیوں کے سابق مہتمم دار العلوم دیوبند "قاری محمد طیب" لکھتے ہیں کہ "حجت کے سلسلے میں مستقلاً فعل صحابہ کا مطالبہ کیا جانا، شرعی فنِ استدلال کو چیلنج کرنا ہے" (ص ۱۱۲) اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "کسی کام کا "نہ ہونا" اور "منع ہونا" ان دونوں باتوں میں فرق ہے۔ قاری صاحب لکھتے ہیں کہ "عدم ذکر کے معنی دنیا میں کہیں بھی نفی اور ممانعت کے نہیں ہوتے" (کلمہ طیبہ صفحہ ۸۴)۔ (۵) سنن دارمی باب التورع عن الجواب فی ما لیس فیه کتاب ولا سنة جلد ۱ ص ۵۳ میں حدیث ہے کہ "عن ابی سلمة ان النبی ﷺ سئل عن الامر یحدث لیس فی کتاب ولا سنة فقال ینظر فیه العابدون من المومنین" حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے نئے کام ...... جس کی وضاحت کتاب و سنت میں نہ ہو ...... کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس امر محدث کے بارے میں عابدین مومنین کو غور و فکر کرنا چاہیے۔ (دارمی) اس حدیث اور مذکورہ حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی

ہے کہ ہر نئے کام کو بُرا سمجھ کر رد نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کے لئے یہ واضح حکم موجود ہے کہ مجتہدین اور اہل اللہ اس کے بارے میں فیصلہ کریں۔

علماء و محدثین کرام اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اگر منکرین ضد و عناد کی پٹی اپنی آنکھوں سے ہٹا کر تحقیق کریں تو جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں پر کبھی بھی بدعتی و گمراہی کا فتوے نہ لگائیں، کیونکہ جو جو جائز کام اس محفل میں ہوتے ہیں وہ سب مختلف انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین و تابع تابعین (خیر القرون) سے ثابت ہے۔ اور پھر اس محفل کے جواز پر بہت بڑے بڑے محدثین و مفسرین و علماء دین نے کتب تحریر کیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ کیجئے۔ (۱) المیلاد النبوی. امام جوزی (۲) حسن المقصد فی عمل المولد. امام جلال الدین سیوطی (۳) مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم. امام حافظ ابن کثیر (۴) عرف التعریف فی مولد شریف. امام ابن جوزی (۵) المورد الروی فی المولد النبوی. ملا علی قاری (۶) النعمۃ الکبریٰ. امام ابن حجر مکی (۷) جامع الاثار فی مولد النبی المختار. امام حافظ ناصر الدین دمشقی. (۸) مورد الصاوی فی مولد الھاوی. حافظ شمس الدین دمشقی (۹) الباعث علی انکار البلاع والحوادث. امام ابو شامہ (۱۰) سبل الھدیٰ والرشاد. امام محمد بن یوسف صالحی شامی (۱۱) نظم البدیع فی مولد النبی الشفیع. امام یوسف بن اسماعیل نبھانی. (۱۲) ماثبت

بالسنتہ۔ شیخ عبدالحق محدث دھلوی۔ بارہویں کی نسبت سے 12 ایسے محدثین ومفسرین کرام کے نام پیش کر دیئے ہیں جن کو وہابی دیوبندی وغیر مقلد اہلحدیث بھی سب مانتے ہیں۔قارئین کرام! جو کوئی آپ کو کہہ کہ میلاد النبی ﷺ منانے والے بدعت وگمراہ ہیں تو ان کو کہیں کہ ہمیں اپنے مفتیوں سے درج ذیل باتوں پر فتوی لے کر دو۔(۱) اُن محدثین کرام کے بارے میں منکرین کیا کہتے ہیں جنھوں نے میلاد شریف کے جواز پر کتب تحریں کیں؟(۲) کیا یہ 12 محدثین کرام اور ایسے ہی دیگر معتبر محدثین ومفسرین اور متقق بزرگان دین و اصلاف (جنھوں میلاد النبی کی جائز ومستحب قرار دیا ہے)بدعتی وگمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟(۳) اگر یہ بدعتیں وگمراہ ہیں تو پھر بدعتی وگمراہ سے تو بچنے کا حکم ہے کہ نہیں؟ کیا آپ ان سے بچتے ہیں؟ (۴)اگر یہ بدعتی ہیں تو کیا ان کی کتب احادیث و تفاسیر،روایات و مسائل پر بھروسا کرنا،ان کو ماننا ان ہر عمل کرنا جائز ہوگا کہ ناجائز؟(۵) کیا مذکورہ محدثین ومفسرین کرام کو آپ مانتے ہیں کہ نہیں اور ان کی علمیت وبزرگی کے قائل ہیں کہ نہیں؟ (۶)اگر باوجود اس کے کہ یہ میلاد النبی ﷺ کے جواز پر فتوے دیکر اور خود عمل کر کے بدعتی وگمراہ نہیں ٹھہرے تو پھر سنی علماء کرام میلاد کے جواز پر فتوئ دے کر اور عمل کرے تو وہ کیوں بدعتی قرار دیے جاتے ہیں؟وہ کیا وجہ ہے کہ یہ بزرگ عمل کریں تو جائز اور ہم سنی عمل کریں تو ناجائز؟ وجہ بیان کی جائے۔

قارئین کرام! میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی بڑے سے بڑا وہابی دیوبندی یا غیر مقلد اہلحدیث ان پر گمراہی وبدعتی کا فتوئ نہیں لگا سکتا کیونکہ ان بزرگوں ہی کی وجہ سے اسلام ہم تک پہنچا۔اگر یہ ہی گمراہ وبدعتی قرار دیے جائیں تو پھر اس بات پر کیا

یقین کہ جو ہم تک ان کے ذریعے پہنچا وہ صحیح و اصل بھی ہے کہ نہیں؟ کہیں انہوں نے گمراہی نہ شامل کر دی ہو؟ ان کے مسائل پر کیا یقین؟ ان کی روایات، تفاسیر و دیگر شرعی باتوں پر کیا یقین باقی رہے گا؟ پس تسلیم کرنا پڑے گا کہ محفل میلاد شریف کے بارے میں امت مسلمہ کے محدثین و مفسرین کرام کا بھی قرآن و احادیث کے دلائل کی روشنی میں یہی حکم ہے کہ یہ جائز ہے۔ اور اس کو منعقد کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔ لہٰذا ان کی پیروی کرنا ہم پر ضروری ہے۔ خود قرآن پاک میں بزرگوں کی پیروی و اطاعت کرنے کا حکم ہے۔ (۱) ہم کو سیدھا راستہ چلا، ان کا جن پر تو نے انعام کیا۔ (پارہ ۱)۔ (۲) اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور حکم والوں کی جو تم میں سے ہوں (پ ۵ سورہ ۴۔ آیت ۵۹) دارمی باب الاقتداء بالعلماء میں روایت ہے "اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے میں سے امر والوں کی۔ فرمایا عطا نے کہ اولوالامر علم اور فقہ والے حضرات ہیں۔ اور مسلم اباب بیان ان الدین النصیحۃ میں ہے "حضور ﷺ نے فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے ہم نے عرض کیا کس کی؟ فرمایا اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے امام کی اور عامہ مومنین کی۔ (۳) تو اے لوگوں علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں۔ (قرآن) تفسیر خازن زیر آیت ہے کہ "تم ان مومنون سے پوچھو جو قرآن کریم کے علماء ہیں" (۴) اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ (القران) اور ایک آیت میں ہے کہ "اور جو رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راستہ چلے ہم اس کا اس کی حالت پر چھوڑ دیں دے اور اس کو دوزخ میں داخل کر دینگے۔ (پ ۵ سورہ ۴ آیت ۱۱۵) اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "

بڑے گروہ کی اتباع کرو بے شک جو شخص علیحدہ رہا وہ علیحدہ ہی آگ میں جائے گا(مشکوۃ باب الاعتصام) اسی طرح ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ "اور جماعت اور اکثریت کے طریقے کے پابند رہو۔(مشکوۃ باب الاعتصام) پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "لا تجتمع امتی علی الضلالۃ "میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی (مشکوۃ باب الاعتصام)۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں "یہ حضور ﷺ کی خصوصیت اور فضیلت ہے جس کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اس امت کو نوازا کہ آپ ﷺ کی امت جس چیز پر اتفاق کرے گی وہ حق و ثواب ہی ہوگا۔(اشعۃ اللمعات اردو جلد اول ص ۲۶۸)پس معلوم ہوا کہ قرآن و احادیث و تفسیر کے مطابق ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم ان اہل علم، انعام یافتہ بزرگوں کی پیروی کریں۔اسی میں نجات ہے اور جو کوئی ان مسلمانوں کے طریقوں کو حرام و ناجائز قرار دے گا وہ مسلمانوں کے راستہ سے جدا ہو گیا اس کے لئے عذاب ہی عذاب ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بات ضرور درست ہوتی ہے جسے مسلمان علماء(مجتہدین اور اہل اللہ) درست جانیں۔جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللہِ حَسَنٌ "جو چیز اللہ کے نیک مسلمان بندوں (مجتہدین اور اہل اللہ) کے نزدیک اچھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔(تفسیر کبیر، تفسیر مواہب الرحمٰن، مستدرک، البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۳۲۸/۱۰، مجمع الزوائد ۱، اعلام الموقعین لابن قیم ۶۹/۱، بستان العارفین للسمرقندی ص ۹، کتاب الروح لابن قیم ص ۱۰۱ موطا امام محمد ۱۰۴، ردالمختار للشامی، الدرایہ

لابن حجر عسقلانی ۲۰۶، ہمعات للشاہ ولی اللہ ۲۹، کتاب الموفق عمدۃ التحقیق للشیخ ابراہیم المالکی ۹۵، تنویر العینین فارسی للشاہ ولی اللہ، فتاوی ستاریہ از عبد الستار دہلوی، اہلحدیث امرتسر ۲۹ دسمبر ۱۹۱۵، حلیۃ الاولیاء لابو نعیم، طبرانی۔ بحوالہ" گیارہویں شریف ۱۴۶) اور میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مستحب کے لئے صرف مجتہدین اور اہل اللہ کا حکم یا عمل ہی دلیل کے لئے کافی ہوتا ہے۔

﴿غلط فہمی کا ازالہ﴾

حضور ﷺ نے فرمایا "من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد" جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں وہ مردود ہے" "كل بدعة ضلالة" (حدیث) وكل ضلالة في النار" ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "نو پیدا اُمور سے بچو، کیونکہ نو پیدا امر بدعت ہے (كل محدثة بدعة) اور ہر بدعت گمراہی ہے" ان کا کیا مطلب ہے؟

تو یاد رہے کہ یہاں بدعت ضلالہ سے مراد وہ بدعات ہیں جو شرع شریف کے خلاف ہوں جیسا کہ پہلے اس کا بیان گزر چکا۔ اور اس بات کا ثبوت خود نبی پاک ﷺ کے فرمان سے بھی ملتا ہے۔ "جو شخص گمراہی کی بدعت نکالے جس سے اللہ اور رسول راضی نہ ہوں اس پر ان سب کے برابر گناہ ہوگا جس اس پر عمل کریں اور ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ کرے گا۔ (مشکوٰۃ باب الاعتصام) اور علامہ ابن منظور افریقی، علامہ ابن اثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں "حدیث میں ہر نیا کام بدعت ہے اس سے مراد وہ کام ہے جو شریعت کے خلاف ہو" (شرح مسلم ۲/۵۴ بحوالہ لسان العرب ۸ص ۶) اور ملا علی قاری فرماتے ہیں "والمعنى ان من احدث في

الاسلام وایا فھو مردود علیہ اقول فی وصف ھذا الامر اشارۃ الی ان امد الاسلام کمل "جو اسلام میں ایسا عقیدہ نکالے کہ دین سے نہیں ہے وہ اس پر رد ہے میں کہتا ہوں کہ 'ھذا الامر' کے وصف میں اس طرف اشارہ ہے کہ اسلام کا معاملہ مکمل ہو چکا۔(مرقات شرح مشکاۃ) شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں "اس سے مراد وہ چیز ہے جو کہ دین کے خلاف یا دین کو بدلنے والی ہو۔(اشعتہ اللمعات) پس معلوم ہوا یہاں بدعت سے مراد وہ بدعت ہے جو دین کے کسی عمل وحکم کے خلاف ہو یا دین کو بدل دینے والی بدعت ہو۔اسطرح علامہ ابن حجر عسقلانی نے ان احادیث کے تحت فرمایا ہے کہ "یعنی اس سے مراد کہ احادیث میں جس نئے کام کو بدعت اور ضلالت کہا گیا ہے یہ ہے کہ جس چیز کا اصل شرع شریف میں نہ ہو اور اس پر برانگیختہ کرنے والی محض خواہش انسانی اور ارادہ ہو اور وہ نیا کام جس کی اصل شرع شریف میں ثابت ہو، وہ اچھا کام اور باعثِ ثواب ہوتا ہے"(شرح اربعین)

تاریخ ولادت

☆رسول اللہ ﷺ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل ماہ ربیع الاوّل کی بارھویں رات گزرنے پر ہوئی۔اسی پر اہل مکہ اگلے پچھلے متفق ہیں۔(زرقانی۔دلائل النبوت بیہقی۔مدارج النبوت۔تاریخ طبری ۲/۳۳۹۔سیرت ابن ہشام ۱/۱۵۳۔تاریخ ابن خلدون ۱/۳۸۹۔شواہد النبوۃ ۲۲۔)غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خان بھوپالوی نے لکھا "روز دوشنبہ شب دوازدہم، ربیع الاوّل عام فیل کو ہوئی۔جمہور علماء کا قول یہی ہے۔ابن الجوزی نے اس پر اتفاق کیا ہے"(الشمامتہ العنبریہ)صحابی

رسول حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی (البدایہ والنہایہ ۳)۔

﴿ تاریخ وصال ﴾

☆اور آپ کا وصال پیر کے دن ہوا لیکن تاریخ میں اختلاف ہے۔ یکم ربیع الاول کو ہوئی (البدایہ والنہایہ) دو ربیع الاول کو ہوئی (البدایہ والنہایہ) دس ربیع الاول کو ہوئی (البدایہ) بارہ ربیع الاول کو ہوئی (البدایہ) اب آخر میں مشہور سیرت نگار امام ابوالقاسم سہیلی کا فیصلہ سنئے۔ آپ فرماتے ہیں "حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ حضور کی وفات ربیع الاول ۱۱ھ بروز سوموار ہوئی اور ۱۰ھ کا حج یعنی حجتہ الوداع بروز جمعہ ہوا۔ پس اس حساب سے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ بروز خمیس (جمعرات) بنتی ہے۔ اس کے آگے ربیع الاول تک تمام مہینے تیس دن کے شمار کریں یا انتیس کے یا بعض تیس کے اور بعض انتیس کے، کسی صورت بارہ ربیع الاول کو سوموار کا دن ہو ہی نہیں سکتا (الروض الانف جلد ۲) اور یہی قانون وکلیہ وفاء الوفا ۱/۳۱۸۔ تاریخ الاسلام الذہبی جزء السیر النبوۃ ص ۳۹۹۔ البدایہ والنہایہ ۵/۲۰۶۔ سیرت حلبیہ ۳/۴۷۲۔ فتاوی عبدالحئی ۱/۱۰۳ اور دیوبندیوں کے "ہفتہ وار اخبار" ضرب مومن ماہ ۸ تا ۱۴ جون ۲۰۰۱ مین مذکور ہے۔ اور اسی طرح اشرف علی تھانوی دیوبندی نے نشر الطیب میں ۱۲ ربیع الاول کا انکار کیا، مولانا ذکریا دیوبندی نے خصائل نبوی شرح اردو شمائل ترمذی ص ۳۸۱ میں ۲ ربیع الاول کو ہوا۔ (نوٹ: مزید تفصیل کے لئے "محترم عزیز علامہ ظفر القادری کی کتاب "۱۲ ربیع الاول میلاد النبی ﷺ یا وفات النبی

کا دن" کا مطالعہ کیجئے ۔مکتبہ فیضان سنت)۔

اور اگر کوئی تسلیم نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ ۱۲ کو ہی ولادت اور وصال ہوا تو ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں دیکھو حدیث میں ہے کہ "جمعہ والے دن آدم علیہ اسلام پیدا ہوئے اور جمعہ کو ہی وصال فرمایا (مفہوم ابوداؤد) لیکن اس کے باوجود خود حضور ﷺ نے فرمایا "جمعہ عید (خوشی) کا دن ہے" (مفہوم ابن ماجہ) اس سے معلوم ہوا کہ جب غم وخوشی جمع ہو جائے تو ہمیں خوشی منانے کا حکم ہے اور اگر پھر بھی کوئی نہیں مانتا تو چلو تم خوشی نہ مناؤ۔سوگ منالیا کرو۔لیکن ہم مسلمانوں کو سوگ کی اجازت نہیں ۔ہاں بیوی اپنے شوہر کے وفات پر سوگ کر سکتی ہے لیکن وہ بھی چار مہینے دس دن ۔اسکے بعد اس کو بھی سوگ وغم کرنا منع ہے ۔لہذا شرع شریف میں خوشی کا حکم تو ملتا ہے غم کا نہیں ۔اور پھر غم وہ منائے جس کے مر کے مٹی ہو چکے ہیں ہماری نبی پاک ﷺ تو اب بھی زندہ ہیں ۔"خود حضور نے فرمایا" الانبیاء احیاء فی قبورھم "انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں (حیاۃ الانبیاء امام بیہقی)۔

﴿محفل میلاد النبی ﷺ پر لفظ "عید" استعمال کرنا کیسا؟﴾

بعض لوگ کہتے ہیں اس محفل پر عید کا لفظ استعمال کرنا صحیح نہیں اور اس عید کو تم نمازِ عید کہاں ادا کرتے ہو؟ وغیرہ ۔تو یار رہے کہ یہ اعتراض کوئی جاہل ہی کر سکتا ہے کیونکہ لغوی اعتبار سے عید ہر وہ دن ہے جس دن کسی صاحبِ فضل یا کسی بڑے واقعے کی یاد منائی جائے (مصباح للغات) مرقاۃ شریف میں امام راغب کے حوالہ سے لکھا "عید لغوی اعتبار سے اس دن کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر

آئے۔عید کا لفظ ہر مسرت کے دن کیلئے استعمال ہوسکتا ہے (مرقات ۲/۲۴۳)

خود قرآن پاک میں ہے کہ "اے اللہ ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما "تکون لنا عیدا" کہ ہمارے لئے عید (خوشی) ہو، ہمارے اگلے پچھلوں کی (پ ۷ ع ۵)

اسی طرح حدیث میں ہے کہ "یوم الجمعۃ عید" "جمعہ عید کا دن ہے" (المستدرک) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" نازل ہوئی تو آپ کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا اس نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے والے دن کو عید بنا لیتے۔ آپ نے اس کی گفتگو سن کر فرمایا تم ایک عید مناتے "ہمارے یہاں یہ آیت نازل ہوئی تو اس دن ہماری دو عیدوں کا اجتماع تھا ایک جمعہ کا دن اور دوسرا عرفہ کا دن (مفہوم ترمذی تفسیر المائدہ) حضرت سیدنا معاویہ نے برسرِ منبر فرمایا "بیشک عاشورہ کا دن بھی عید کا دن ہے" (مصنف عبدالرزاق ۴/۲۹۱) پس معلوم ہوا کہ ہر وہ دن جس میں کوئی فضیلت و عظمت ہو اس کو عید کا دن کہہ سکتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ہر جمعہ عید کا دن ہے اس طرح صرف عید جمعہ کی ایک ماہ میں 4 عیدیں اور سال میں 48 عیدیں بن جاتی ہیں تو ہر جمعہ کو منکرین کون سی جگہ نماز عید ادا کرتے ہیں؟ کتنی رکعتیں ادا کرتے ہیں؟ امام قسطلانی فرماتے ہیں "میلاد کے مہینے کی راتوں کو عید مناؤ (المواہب ۱) شیخ فتح اللہ بنانی مصری نے بھی لکھا "میلاد کی ان راتوں کو سب سے بڑی عید کے طور پر منائیں" (مولد خیر خلق اللہ ۱۶۵) لہذا کسی بھی فضل و نعمت والے دن پر لفظ عید کا استعمال کرنا درست ہے اب اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ اللہ عزوجل جاہلوں سے محفوظ رکھے اور ان کو عقل سلیم عطا کرے۔

؎ عید میلاد پہ قرباں ہوں ہماری عیدیں
کہ اسی عید کا صدقہ ہیں ساری

عیدین

﴾عظمت رسول کانفرنس ﷺ﴿

ہمیں یہ بات لکھتے ہوئے بڑی خوشی ہورہی ہے کہ ہمارے ہاں واہ کینٹ میں خود وہابی

دیوبندی واہلحدیث علماء

نے جو کہیں سالوں سے اس محفل کو بدعت کہتے چلے آرہے تھے، ولادت مصطفی ﷺ کی خوشی

میں 2004، 2005 اور 2006 میں عظمت رسول کانفرنس" ربیع الاول کے مہینے

میں منعقد کی۔ اور وہی کام تلاوت، نعت، بیانات نعرے، اجتماع جلوس بسوں، موٹر

سائیکلوں پر لوگ آئے اور وہی کام کیے جو ہم محفل میلاد میں کرتے ہیں۔ تو سوچئے کیا خیر

القرون میں اس نوعیت میں "عظمت مصطفی ﷺ کانفرنس" کا ثبوت ملتا ہے؟ سے کیا کوئی آیت

و احادیث ایسی ہے جس میں اس بات کا ثبوت ہو کہ خیر القرون میں "عظمت رسول

کانفرنس" کے نام کی بلکل ایسی ہی نوعیت کی محفل منعقد کی گئی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو

کیا یہ "عظمت رسول کانفرنس" بدعت ہے؟ اگر یہ بدعت ہے تو دیوبند و اہلحدیث بھی بدعتی

ہوئے اور اگر یہ بدعت نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر محفل میلاد النبی ﷺ کیسے بدعت

ہے؟ پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی عظمت بیان کرنے کیلئے جو محفل منعقد ہوتی ہے

اس پر اپنی مرضی سے کوئی بھی نام رکھا جاسکتا ہے۔ اور ہر جائز کام اس محفل میں کیے جاسکتے

ہیں۔ اللہ عزوجل تمام مسلمانوں کو اپنے آقا و مولا ﷺ کی شان و عظمت کے خوب خوب

چرچے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴾......عشاق نبی ﷺ سے التجا......﴿

یاد رہے کہ ذکر میلاد النبی ﷺ ایک پاک محفل ہوتی ہے۔ یہ محفل تلاوت، نعت

خوانی ،بیانات ،درود وسلام اور دیگر اچھے کاموں پر مشتمل ہوتی ہے۔اور علماء اہل سنت کے نزدیک صرف ایسی پاک وصاف شرعی حدود وقیود کے اندر رہتے ہوئے محفل کا انعقاد ہی جائز ہے۔لہذا اس پاک محفل میں غیر شرعی کام سے اجتناب کرنا بہت ضروری و لازمی ہے۔ورنہ ثواب کی بجائے عذاب ہاتھ آئے گا۔آتشبازی،فوٹو سازی،بینڈ باجہ،ڈھول چمٹا طبلہ سازی،سگریٹ نوشی،پان، نسوار، ننگے سر شمولیت،ریا کاری،مردوزن کی مخلوط مجالس،زبردستی چندہ لینے وغیرہ وغیرہ کاموں سے اجتناب کیا جائے اور علماء و ذمہ دران کی یہ ذمہ داری ہے (گو ایسا کہیں بھی نہیں ہوتا لیکن) اگر کہیں جاہل عوام کو ایسے کام کرتے دیکھیں تو سختی سے منع کریں۔نماز اور دیگر فرض و واجبات اور شرعی احکامات پر سختی سے عمل کریں۔اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر کہیں اس پاک محفل میں ایسے بُرے کام شامل ہو گئے ہوں تو ان بُرے کاموں کو روکنا چاہیے نہ کہ ذکر میلاد رسول ﷺ کو۔ بُرائی کو ختم کرنا عقل مندی ہے نہ کہ نیکی کو ہی چھوڑ دیا جائے۔جیسا کہ اگر شخص کے سر میں جوئیں پڑ جائیں تو جوئیں نکالی جاتیں ہیں سر کو آگ نہیں لگائی جاتی۔سر کو آگ لگانے والے کو پاگل،بے وقوف و جاہل کہا جائے گا۔لہذا بلاشبہ بُرائی کو روکا جائے نہ کہ اچھائی ہی کو ختم کیا جائے۔اللہ عزوجل حق کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا یہ کہ بعض جاہل عورتیں میلاد شریف کے جلوس کو دیکھنے کیلئے سڑکوں اور مارکیٹوں میں نکل آتی ہیں انتظامیہ پر یہ لازم ہے کہ ان کو اس بے پردگی سے منع کریں اور بے پردگی جیسی لعنت سے بچایا جائے۔

علماء کرام سے گزارش ہے کہ جو بھی بات کریں معتبر کتب اور حوالہ جات سے پیش

کریں، اور عقائد و نظریات اہل سنت کی وضاحت بمعہ کتب علماء اہلسنت بتلائیں ۔تقاریر و بیانات کے لئے ایسے علماء کرام کو مدعو کیا کریں جو کہ "مناظر" ہوں یا کم از کم اپنے عقائد کا مکمل طور پر بمعہ دلائل بیان کر سکیں اور مخالفین کے اعتراض کے جوابات دیں سکیں نیز محفل کے اختتام پر سوالات و جوابات کی نشست لازمی رکھا کریں تا کہ عوام الناس کے ذہن میں اگر کوئی شک و شبہ ہو تو اس کا ازالہ ہو جائے ۔

﴿چند قابل مطالعہ کتب﴾

جاء الحق ۔مفتی احمد یار خان نعیمی ۔

رشد الایمان ۔عبد الرشید قادری ۔

عقائد و نظریات ،عبد الحکیم شرف قادری ۔

نورانی مواعظ ۔نور محمد قادری

مقام رسول ﷺ ۔محمد منظور احمد فیض ۔

گلشن توحید و رسالت ۔اشرف علی سیالوی

سنی بیاض ۔انیس احمد نوری ۔

مقیاس حنفیت ۔عمر اچھروی

معمولات اہل سنت ۔محمد گل الرحمٰن

انوار الحمدیہ ۔ضیا اللہ قادری ۔

بزرگوں کے عقیدے ۔جلال الدین امجدی ۔

وہابی مذہب ۔ضیاء اللہ ۔

زبان میری ہے بات ان کی ۔غلام مصطفیٰ امجدی

الوہابیت ۔ضیاء اللہ قادری۔

تحفظ عقائد اہل سنت ۔مرتب محمد ظہیر الدین۔

ذکر بالجہر ۔غلام رسول سعدی

محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ۔خان محمد قادری

عاشقوں کی عید۔اکمل قادری

شان حبیب الباری من روایات البخاری ۔غلام مصطفیٰ امجدی

عقائد وہابیہ۔ضیاء اللہ قادری

الامن والعلی ۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی۔

منکرین رسالت کے گروہ۔ارشد القادری

محترم سنی بھائیو! علم بہت بڑی نعمت ہے۔شیطان ہمیشہ اہل علم سے ڈرتا ہے کیونکہ ان کے پاس علم جیسی طاقت وہتھیار رہتا ہے جبکہ جاہلوں پر شیطان جلدی وار کرتا ہے۔لہذا خدارا سنی بھائیو! اپنے عقائد ونظریات، معمولات پر قرآن واحادیث کے دلائل کیلئے مذکورہ چند کتب لازمی مطالعہ کیجئے۔آپ کو معلوم ہوگا کہ ہم اہل سنت و جماعت کے تمام عقائد ونظریات قرآن واحادیث کے دلائل وبرہان قوی سے ثابت ہیں۔یقین جب آپ کے پاس علم کی دولت اور ہتھیار آگیا تو شیطان کے حملوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔اور اس کے حملوں کو ناکام بنادیں گے۔اور پھر انشاء اللہ عزوجل شیطان آپ کے قریب بھی نہیں آئے گا۔اللہ عزوجل ہمیں علم و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔امین

ہماری دیگر کتب

جدید سائنس اور عقائد اہل سنت کی حقانیت۔

ازقلم: احمد رضا عطاری قادری سلطانپوری: یہ کتاب بذات خود یا خط لکھ کر مفت حاصل کیجئے۔

پتہ: حاجی محمد اقبال صاحب۔ ہما ڈوے سویٹ ہاؤس انوار چوک واہ کینٹ تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی۔

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کا ثبوت (احمد رضا) طبع

انگوٹھے چومنے کا ثبوت (زیرطبع) (احمد رضا)

عظمت و شان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور انجیل مقدس (زیرطبع) احمد رضا

ایک سفر کی آپ بیتی (تبلیغی جماعت کے بارے میں)۔ (زیرطبع)

صلوۃ وسلام پر اعتراضات کے جوابات (زیرطبع) (احمد رضا)

حدیث رسول اور حنفی نماز جنازہ (ظفر القادری بکھروی)

تین طلاقوں کی شرعی حیثیت (ظفر القادری بکھروی)

بیس رکعت تراویح ہی سنت موکدہ ہیں۔ (ظفر القادری بکھروی)

اربعین ظفر (مسئلہ فاتحہ خلف الامام) (ظفر القادری بکھروی)

۱۲ ربیع الاول میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا وفات النبی کا دن"

ترک رفع یدین پر چالیس احادیث (ظفر القادری بکھروی)

ظفر المبین "رفع یدین کے دلائل کا رد۔ (ظفر القادری بکھروی)

جناب احمد رضا اور علامہ ظفر صاحب کی کتب ملنے کا پتہ

: مکتبہ فیضان سنت دکان نمبر ۲۸ لائق علی چوک واہ کینٹ تحصیل ٹیکسلا۔

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا مکی مدنی یا رسول اللہ: طالب دعا و شفا

اعتراض ٦ : صفحہ نمبر ۹۵،۹۶ پر مظفر بادشاہ،ابوالخطاب کو بے دین ثابت کیا گیا اور یہ کہنا چاہا کہ یہ میلاد شریف ایک بے دین کی ایجاد ہے لہذا اس پر عمل نہ کرنا چاہیے ۔(انصاف مفہوم)

جواب :امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں کہ''پہلا وہ شخص جس نے اس عمل کو(باقاعدہ) شروع کیا وہ اربل کا ملک مظفر ابو سعید کبری بن زین الدین علی بن بکتگین ہے جو کہ مالک بادشاہوں اور عظیم جوادوں یعنی صاحب سخاوت لوگوں میں سے ہے اور اس کے بہت اچھے آثار(اعمال یا علامتیں) تھے اور یہ وہی ہے جس نے بشتیوں کے پاس یا اس کی سنک کے پاس جامع مظفری نامی مسجد تعمیر کرائی ۔(الحاوی الفتاوی ۱/۱۸۹)

حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں فرمایا کہ ملک مظفر ربیع الاول میں میلاد شریف مناتا تھا اور اس کی عظیم محفل منعقد کرتا تھا جس کی تفصیل اسی مذکورہ تفصیل کے بعد سیوطی نے درج فرمائی اور تیز فہم چالاک، نافذ الحکم بہادر نڈر، عقلمند عالم عادل تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے اور اس کا ٹھکانہ بزرگی اور کرامت والا بنائے ۔ابن کثیر نے ہی فرمایا کہ اس کے لئے الشیخ ابو الخطاب بن دحیہ نے ایک کتاب میلاد پاک کے بارے میں التنویر فی مولد البشیر نامی لکھی جس پر بادشاہ نے اس کو ایک ہزار دینا عطا فرمائے اور اس بادشاہ کی مدت بڑی دراز ہوئی یہاں تک کہ اس نے عکا نامی شہر میں سن ۳۳ کو انگریزوں کا محاصرہ کیا ہوتھا تو نیک سیرت اور نیک باطن ہونے کے حال مین فوت ہوا ۔(الحاوی الفتاوی)

ابن خلکان کے بارے میں الحاوی الفتاوی جلد ا ص ۱۹۰ پر امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ''ابن خلکان نے حافظ ابو الخطاب بن دحیہ کے ترجمہ یعنی بیان میں کہا کہ وہ سر کردہ علماء اور مشہور فضلاء سے تھا ۔وہ مغربی علاقہ اندلس وغیرہ سے آیا پھر شام وعراق میں داخل ہوا اور شہر اربل سے ۶۰۴ھ میں گذرا تو اس نے بادشاہ ملک مظفر الدین بن زین الدین کو پایا کہ میلاد کا بہت اہتمام کرتا ہے ۔(الحاوی الفتاوی ۱۹۰)

لیجئے یہ رہے آپ کے مورخ ابن خلکان اور یہ رہا بادشاہ مظفر اور یہ ابو الخطاب وبادشاہ کہ جسے آپ

بے دین لکھ رہے تھے اسے جلال الدین سیوطی شافعی رحمتہ اللہ علیہ اچھے آثار والا مسجد تعمیر کرانے والا کہا اور ابن کثیر نے بہادر، نڈر، عالم، اچھی سیرت پاکیزہ باطن والا کہا اور جسے آپ عیاش کہتے تھے جواد کبیر یعنی کہ حد درجے کا سخی بزرگی والا اور ابن کثیر نے مجاہد غازی، اور تا دم آخر مجاہد فی سبیل اللہ لکھا ۔

دوسرا اگر بالفرض وہ بے دین وعیاش بھی تھا تو کیا عیاش و بے دین کا ہر کام نا جائز و ممنوع ہی ہوتا ہے؟ اور ان کو دیکھی دیکھی ہر کام منع ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ کفار تک کے اچھے کام (معمولی رد و بدل کے ساتھ) اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔مشکوۃ صفحہ ۱۷۹ بحوالہ مسلم اور مشکوۃ ۱۸۰ بحوالہ بخاری ومسلم، سنن دارمی ج ۱ ص ۳۵۴، مصنف عبدالرزاق ۴/ ۲۸۹ میں حدیث صحیح موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو دیکھ کر عاشورہ کا روزہ شروع فرمایا بلکہ اس کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی کے لئے لازم فرمایا (اور بعض روایات میں ہے کہ قریش مکہ دور جہالت میں روزہ رکھتے تھے اور حضور ﷺ بھی اس دن روزہ رکھتے تھے دیکھیں موطا امام مالک ۱/ ۲۱۹، سنن دارمی ۱/ ۴۵۵، مصنف عبدالرزاق ۴/ ۲۸۹) یہودیوں کی مشابہت کو دور کرنے کے لئے ایک روزہ کا اضافہ کا حکم دیا ۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ "اس مسجد (قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں (پ ۱۱ رکوع ۲) آقا ﷺ اور دیگر صحابہ کرام طہارت میں صرف ڈھیلے استعمال کرتے تھے نہ کہ پانی ۔تو جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں مسجد قبا شریف کے نمازیوں کے خوب پاک رہنے کی پسندیدگی کی تعریف کی گئی تو آقا ﷺ ان کے پاس مسجد قباء میں تشریف لے گئے اور سوال فرمایا تو ان حضرات نے جواب میں عرض کیا کہ ہمارے پڑوس قرب میں یہودی رہتے تھے جو پانی سے استنجاء کرتے تھے ہم نے انہیں کی طرح دھونا شروع کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس وجہ سے تمہاری تعریف (قرآن پاک میں اللہ عزوجل) کی گئی ہے تو حضور ﷺ نے خود اور دیگر صحابہ نے بھی اسی طرح شروع کر دیا ۔(مستدرک حاکم ۱/ ۱۵۵ ۔تفسیر ابن کثیر، جلالین، مظہری وغیرہ زیر

آیت پارہ ۱۱)

تو ذرا خیال کیجئے کہ اگر کسی بے دین کی دیکھا دیکھی کوئی اچھا کام کرنا بھی منع وحرام ہوتا تو کیا حضور ﷺ اس کو پسند فرماتے ؟صحابہ کرام اختیار فرماتے؟ اور خود اللہ عزوجل قرآن پاک میں ان کی تعریف کرتا ؟ پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی بد دین شخص اچھا کام جاری کرے تو اس پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں لہذا اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ مظفر بادشاہ اور ابو الخطاب بد دین وعیاش تھے تو یہ لازم نہیں آتا کہ نبی پاک ﷺ کی تعظیم ومحبت میں منعقد کی جانے والی پاک وستھری محفل ناجائز وحرام ہو جائے اسی لئے محدثین کرام نے آج تک یہ نہ کہا کہ یہ ایجاد مظفر بادشاہ کی ہے ہم نہیں کرتے بلکہ کثیر محدثین ومفسرین کرام نے اس کو جائز کہا اور اس موضوع پر کتابیں لکھیں۔الحمد للہ عزوجل !اور خلاف امر نبوی وصحابی فعل کو ترک کردو۔

(2) **مساجد میں بدعات و ممانعت** :(۱) تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۱۶ میں ہے کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مساجد بنانے کا حکم دیا اور معمار کو فرمایا کہ لوگوں کو بارش سے بچاؤ اور مساجد کو سرخ وزرد کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے سے بچاؤ۔(۲) تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۵۱ پر بحوالہ طبری حضور ﷺ کی ایک طویل حدیث موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "**ولا تزین بالقواریر** "مسجدوں کو شیشوں سے مزین نہ کرو۔(۳) اور دوسری حدیث میں فرمایا" آخری زمانہ میں ایک قوم ہو گی جنکی عمریں تھوڑی ہوں گی اور مسجدوں کو مزین کریں گے اور عیسائیوں کی طرح محراب بنائیں گے پس جب وہ ایسا کریں گے تو ان پر مصیبت ڈال دی جائیگی۔(۴) یہی روایت مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص ۱۲ ۴ پر بھی موجود ہے۔(۵) درمنثور ج ۲ ص ۲۱ بحوالہ ابن ابی شیبہ عن ابن مسعود "**اتقوا ھذہ المحارب** "یعنی ابن مسعود نے فرمایا کہ ان محرابوں سے بچو۔ (۶) اسی طرح روح المعانی میں حدیث موجود ہے کہ "میری امت اس وقت تک خیر سے رہے گی جب تک مسجد میں عیسائیوں کی طرح محراب نہیں بنائے گی (روح المعانی جلد ۳ ص ۱۴۶)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ مساجد میں محراب، مینار، مساجد کی زیبائش، رنگ و روغن، شیشہ لگانا، تقریباً سب کام نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام (یعنی قرون ثلثہ) میں نہ تھے بلکہ منع ہیں۔ لیکن آج پوری دنیا میں کوئی بھی مسلمان ہو کسی بھی فرقے و مسلک سے تعلق رکھنے والا ہو۔ وہ ان احادیث کے خلاف عمل کر رہا ہے۔ اور تو اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی زیبائش، رنگ و روغن، شیشہ لگا ہوا ہے۔ اور حدیث کے مطابق تو محراب کو عیسائیوں کا طریقہ قرار دیا تو یہاں کھلے عام احادیث کے خلاف نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام کے حکم کے خلاف عمل کیا جا رہا ہے۔ آج تک وہابیوں دیوبندیوں نے احادیث پر عمل کرنے کی زحمت نہیں کی۔ اب ہے کوئی دیوبندی و اہلحدیث جو احادیث پر عمل کرتے ہوئے اس طریقے کو حرام و ناجائز قرار دے؟ اور احادیث پر عمل کرتے ہوئے کم از کم اپنی مساجد میں یہ خلاف حدیث عمل چھوڑ دے؟